وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡآنَ

لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٍ

سورہ القمر 22



حروف مقطّعات

از محمد حنیف



اعتراف

فہم قرآن کے حوالے سے یہ انسانی کوشش ہے۔جو سہو و خطا سے منزہ نہیں ہو سکتی۔ تفکر و تدبر دین کے ضمن میں اگر میرا نقطہ نظر درست ہے، تو یہ اس رب کریم کی بے پایاں نوازشات و عنایات کی وجہ سے ہے۔اگر کہیں مجھ سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے، تو یہ میرا انسانی سہو ہے۔ جسکے لیے میں اپنے رب کے حضور رحمت و مغفرت کا طالب ہوں۔وہ یقیناً انسان کی نیتوں سے واقف ہے۔

اپنے رب کی حکم عدولی پر شرمسار ہو کر جب آدم نے اپنی کوتاہی اور غلطی کا اعتراف اور اس غلطی کے نقصانات سے بچنے کے لئے اپنے رب کی پناہ مانگی تو ان لمحات میں رب کریم نے آدم سے ایک وعدہ کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ [:] قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [۲:۳۸]

پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ۔۔ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے [فتح محمد جالندہری]

چنانچہ ساری انسانیت کی راہ نمائی رب کائنات کا وعدہ ہے۔ اپنے وعدے کے ایفا میں اس خالق و مالک نے دنیا کی ہر بستی اور ہر قوم میں اپنے رسولوں کی بعثت فرمائی تا کہ اس کے وعدے کی تکمیل ہو اور تمام نوع انسانی اس راہ نمائی کی روشنی میں سفر حیات طے کرے اور جنت کی حقدار ٹھہرے۔ یہ سلسلہ رشد و ہدایت صدیوں پر محیط ہے۔ جس کی انتہائی شکل اللہ کریم کا آخری کلام ہے جو رسول کریم خاتم الانبیاء ﷺ پر نازل فرمایا۔ جو آج دنیا کے ہر کونے میں "قرآن کریم" کے نام سے دستیاب ہے۔

قرآن کریم کی حقانیت، ہمہ گیری، عالمگیریت اور سراپا رشد و ہدایت اور من جانب اللہ ہونے کے حوالے سے بہت کچھ بیان کیا گیا ہے ان میں سے چند چیدہ چیدہ باتیں کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ اس بات کا اعلان کہ یہ قرآن اللہ حکیم و علیم کی طرف سے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ [۲۷:٦]

اور (اے محمدؐ) بلاشبہ تم یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہو [ابوالاعلی مودودی]

2۔ اس بات کا اعلان کہ یہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ جس کی آیات بلکل واضح ہیں۔

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [١٢:٢]

ا،ل،ر یہ اُس کتاب کی آیات ہیں جو اپنا مدعا صاف صاف بیان کرتی ہے۔۔ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن بناکر عربی زبان میں تاکہ تم (اہل عرب) اس کو اچھی طرح سمجھ سکو[ابوالاعلی مودودی]

3۔اس بات کا اعلان کہ یہ قرآن ہر قسم کے ریب سے پاک ہے۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ [٢:٢]

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے. یہ صاحبانِ تقویٰ اور پرہیز گار لوگوں کے لئے مجسم ہدایت ہے

[سیدذیشان حیدرجوادی]

4۔اس بات کا اعلان کہ اس میں تضادات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا [٤:٨٢]

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اِس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی[ابوالاعلی مودودی]

5۔اس بات کا اعلان کہ یہ تمام نوع انسانی کے لئے رشد وہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ[٢:١٨٥]

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہ راست دکھانے والی اور حق وباطل کا فرق کھول کررکھ دینے والی ہیں۔۔[ابوالاعلی مودودی

6۔اس بات کا اعلان کہ یہ بالکل واضح،ہر بات کو نکھار کر بیان کر دینے والی کتاب ہے۔

الر ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ [١١:١]

ال ر فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے [ابوالاعلی مودودی]

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ [١٦:٨٩]

ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے [ابوالاعلی مودودی]

7۔ اس بات کا اعلان کہ نازل کرنے والے نے اس کتاب کو سمجھنے اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا [١٩:٩٧]

پس اے محمدؐ، اِس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لیے نازل کیا ہے کہ تم پرہیز گاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو [ابوالاعلی مودودی]

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ [٥٤:٢٢]

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ [فتح محمد جالندہری]

8۔ اس بات کا اعلان کہ اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ داری خود خالق کائنات پر عائد ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [١٥:٩]

بیشک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے، [طاہر القادری]

9۔ اس بات کا اعلان کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کے پیروکاروں پر یہ قرآن ہی فرض ہے۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [٢٨:٨٥]

اے نبیؐ، یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے اِن لوگوں سے کہہ دو کہ "میرا رب خُوب جانتا ہے کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور کھُلی گمراہی میں کون مُبتلا ہے" [ابوالاعلی مودودی]

مذکورہ بالا تمام آیات کو بغور پڑہیں، ان پر تفکر و تدبر فرمائیں، تو جو بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے وہ صرف ایک ہے کہ وہ رب اپنے بندوں کو اس کتاب کے ذریعہ مکمل ہدایت وراہ نمائی فراہم کرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کتاب میں عطا فرمائی ہوئی ہدایات کی روشنی میں، اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور وہ مقصد جس کے لئے اس عزیز و کریم نے اس کائنات کی تخلیق کی، انسان کی تخلیق کی، اس کی تکمیل ہو سکے۔

ایسی کتاب کے حوالے سے کوئی ایسا تصور کہ اس کی تعلیم یا اس کا کوئی حصہ یا کوئی آیت یا لفظ، ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کے معنی و مفہوم کا تعین ہی نہیں کیا جا سکتا، بہت بڑی غلطی ہے، کوتاہ بینی ہے۔ وہ کتاب جس کے نزول کا واحد مقصد، صرف اور صرف نوع انسانی کی راہ نمائی ہو، اس میں کسی ایسے مضمون یا الفاظ کا ہونا، جسے سمجھا ہی نہ جا سکے، خود اس کے نازل کرنے والے کی ذات اور اس کی صلاحیت پر ایک سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ ایسا کوئی مضمون یا کوئی ایک آیت یا کوئی ایک لفظ جو انسان سمجھ ہی نہ سکے، اسے اس کتاب رشد و ہدایت میں شامل کرنا، اس کی حفاظت کرنا، اپنے آپ میں ایک مذاق ہے۔ یقیناً میرا رب اس طرح کی طفلانہ اور عامیانہ روش سے بلند ترین ہے

حروف مقطعات۔

قرآن کریم کے مطالعہ کے دوران بعض ایسے الفاظ سامنے آتے ہیں، جن کے متعلق عام عقیدہ یہ ہے کہ ان کے معنی و مفہوم سوائے اللہ اور اس کے رسول کے کسی اور کو معلوم نہیں۔ ان الفاظ کو "حروف مقطعات" کہا جاتا ہے۔ ان "حروف مقطعات" کے حوالے سے طرح طرح کے عقائد و نظریات تراشے گئے، ان کی لوح بنائی گئی، انہیں باعث برکت گردانا گیا۔ نہ جانے کیسے کیسے پر اسرار نظریات پیش کئے گئے۔ پھر ان عقائد و نظریات کو درست ثابت کرنے کے لئے، صفحات کے صفحات لکھے گئے۔ اس طرح اب یہ عقیدہ، امت میں ایک مسلمہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے کہ ان الفاظ کے معنی و مفہوم کا علم سوائے اللہ اور اس کے رسول کے کسی اور کو نہیں ہے۔

"حروف مقطعات" کے ضمن میں سابقین میں ایک بڑا نام جناب علامہ طباطبائی علیہ رحمہ، فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید کے ۲۹ سوروں کی ابتداء میں حروف مقطعات آئے ہیں کہ ان میں سے بعض سورے ایک حروف سے شروع ہوتے ہیں، جیسے: سورہ "ص"، "ق" اور "ن" — بعض سورے دو حروف سے شروع ہوئے ہیں جیسے: "طہ"، "طس"، "یس" اور "حم" اور بعض سورے تین حروف سے شروع ہوتے ہیں، جیسے: "الم"، "الر" اور "طسم" اور بعض سورے چار حروف سے شروع ہوئے ہیں، جیسے: "المص" اور "المر" اور بعض سورے پانچ حروف سے شروع ہوئے ہیں، جیسے: سورہ "کھیعص" اور "حمعسق"—

اس کے علاوہ یہ حروف { استعمال ہونے کی تعداد کے لحاظ سے } آپس میں فرق رکھتے ہیں — ان میں سے بعض صرف ایک جگہ پر استعمال ہوئے ہیں ، جیسے: " ن" اور ان میں سے بعض حروف کئی سوروں کی ابتداء میں آئے ہیں، جیسے: " الم" ، "الر" ، " طس" اور " حم"۔

اگر ہم ان دو نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے، " الم اور " المر" جیسے حروف مقطعات سے شروع ہونے والے سوروں پر ذرا غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ یہ سورے مضمون کے لحاظ سے بھی آپس میں شباہت رکھتے ہیں اور ان کا سیاق بھی یکساں ہے، اس طرح کہ ان کے درمیان پائی جانی والی شباہت دوسرے سوروں میں نہیں پائی جاتی ہے۔

ایسے سوروں کی ابتدائی آیات میں جو شباہت پائی جاتی ہے، ان میں اس معنی کی تاکید کی گئی ہے کہ، مثال کے طور پر " حم" سے شروع ہونے والے سوروں کی پہلی آیت " تلک آیات الکتاب" کی عبارت سے شروع ہوتی ہے ، یا ایک دوسری عبارت سے جس کے یہی معنی ہیں، اس قسم کی آیات ان سوروں کی ابتداء میں ہیں جو " الر" سے شروع ہوتے ہیں، جن میں فرمایا گیا ہے " تلک آیات الکتاب" یا اس معنی کی کوئی عبارت ہوتی ہے اس کی مثال ان سوروں میں ملتی ہے جو " طس" سے شروع ہوتے ہیں یا وہ سورے جو " الم" سے شروع ہوتے ہیں، ان میں سے اکثر سوروں میں اس کتاب میں شک و شبہہ نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور ایک ایسی عبارت ہے جس کے یہی معنی ہیں۔

ان شباہتوں کو مد نظر رکھتے ہوئےممکن ہے انسان خیال کرے کہ ان حروف اور ان حروف سے شروع ہونے والے سوروں کے مضامین میں کوئی خاص رابطہ ہوگا۔ اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ اعراف، جو " المص" سے شروع ہوا ہے، میں ایسے مطالب ہیں جو سورہ " الم" اور سورہ "ص" میں پائے جاتے ہیں — اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ " رعد" جو حروف " المر" سے شروع ہوا ہے ، میں سورہ " الم" اور سورہ" المر" دونوں کے مطالب پائے جاتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حروف خداوند متعال اور اس کے پیغمبر {ص} کے درمیان کچھ رموز ہیں، کہ ان کے معنی ہم سے پنہاں ہیں اور ہمارا عام فہم و ادراک انھیں سمجھنے سے قاصر ہے، مگر اسی حد تک کہ احتمال دیں کہ ان حروف اور ان حروف سے شروع ہونے والے مضامین کے درمیان کوئی خاص رابطہ ہے"

طباطبائی، محمد حسین، تفسیرالمیزان، موسوی ہمدانی، سید محمد باقر، ج 18، ص 7، 8، ناشر: دفتر انتشارات اسلامی جامعۂ مدرسین حوزہ علمیہ قم، قم، طبع پنجم، 1374ھ ش.

علامہ طباطبائی علیہ رحمہ ،سابقین میں ایک معتبر نام ہے۔میں اپنے سابقین اور حاظرین سب کے حوالے سے حسن ظن کا قائل ہوں میں سمجھتاہوں کہ ہر دور کے انسان نے اپنی فہم وصلاحیت اور اپنے دور کے دستیاب علمی انکشافات اور بصیرت کے مطابق، کتاب اللہ کو

سمجھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اپنی ان کاوشوں کو اس اعتراف کے ساتھ دوسروں کے سامنے پیش کیا، کہ ان کا کہا ہوا حرف آخر نہیں ہے۔ البتہ امت مسلمہ کی بد نصیبی ہے کہ ہر دور کے لوگوں نے ان بڑے اور محترم لوگوں کی رحلت کے بعد ان کی علمی کاوشوں کو حرف آخر قرار دے دیا، اور پھر جس نے بھی کبھی اپنی فہم و شعور کی بنیاد پر کوئی نظریہ پیش کیا، اس کو لعن وطعن اور تضحیک کا نشانہ بنایا گیا، گمراہی اور بعض اوقات کفر کے فتاویٰ سے نوازہ گیا۔

علامہ محترم کا یہ استدلال کہ "یہاں سے معلوم ھوتاہے کہ یہ حروف خداوند متعال اور اس کے پیغمبر {ص} کے درمیان کچھ رموز ہیں، کہ ان کے معنی ہم سے پنہاں ہیں اور ہمارا عام فہم و ادراک انھیں سمجھنے سے قاصر ہے. "خود اپنے آپ میں قرآن کریم کے اس بیان و اعلان سے متصادم ہے کہ یہ ساری کی ساری کتاب، تمام نوع انسانی کے لئے راہنمائی کی ذمہ دار ہے۔ اس میں موجود ہر شئے من جانب اللہ ہے، تضادات سے پاک ہے، واضح ہے، روشن ہے، ہر شئے کو نکھار کر بیان کر دینے والی ہے، اور ہر اس انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے آسان ہے، جو اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہے۔

ایسے کچھ رموز نبی اکرم ﷺ اور اللہ کریم کے درمیان بالفرض مان بھی لئے جائیں جو عام انسانوں کو بتانے والے نہ ہوں تب بھی ان کا کتاب اللہ میں بیان کرنا اور تاقیامت ان کی حفاظت کرنا، عقل وشعور کے منافی عمل ہے۔ اگر ایسے کچھ اسرار ورموز تھے، تو خدا کے لئے کیا مشکل تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو براہ راست ان سے مطلع فرما دیا جاتا۔

"حروف مقطعات" کے ضمن میں ایک نقطہ نظر جناب امام حمید الدین فراہی علیہ رحمہ کا بھی ہے۔ امام صاحب، جناب امین احسن اصلاحی علیہ رحمہ کے استاد تھے۔ "حروف مقطعات" کے حوالے سے جناب امین احسن اصلاحی علیہ رحمہ اپنے استاد کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" "جو لوگ عربی رسم الخط کی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ عربی زبان کے حروف عبرانی سے لیے گئے ہیں اور عبرانی کے یہ حروف ان حروف سے ماخوذ ہیں جو عربِ قدیم میں رائج تھے۔ عربِ قدیم کے ان حروف کے متعلق استاذ امامؒ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ انگریزی اور ہندی کے حروف کی طرح صرف آواز ہی نہیں بتاتے تھے، بلکہ یہ چینی زبان کے حروف کی طرح معانی اور اشیا پر بھی دلیل ہوتے تھے اور عموماً انہی کی صورت اور ہیئت پر لکھے بھی جاتے تھے۔ مولاناؒ کی تحقیق یہ ہے کہ یہی حروف ہیں جو قدیم مصریوں نے اخذ کیے اور اپنے تصورات کے مطابق ان میں ترمیم اور اصلاح کر کے ان کو اس خطِ تمثالی کی شکل دی جس کے آثار اہرام مصر کے کتبات میں موجود ہیں۔

ان حروف کے معانی کا علم اب اگرچہ مٹ چکا ہے تاہم بعض حروف کے معنی اب بھی معلوم ہیں اور ان کے لکھنے کے ڈھنگ میں بھی ان کی قدیم شکل کی کچھ نہ کچھ جھلک پائی جاتی ہے۔ مثلاً "الف" کے متعلق معلوم ہے کہ وہ گائے کے معنی بتاتا تھا اور گائے کے سر کی صورت ہی پر لکھا جاتا تھا۔ "ب" کو عبرانی میں بیت کہتے بھی ہیں اور اس کے معنی بھی "بیت" (گھر) کے ہیں۔ "ج" کا عبرانی تلفظ جیمل ہے جس کے معنی جمل (اونٹ) کے ہیں
۔ "ط" سانپ کے معنی میں آتا تھا اور لکھا بھی کچھ سانپ ہی کی شکل پر جاتا تھا۔ "م" پانی کی لہر پر دلیل ہوتا تھا اور اس کی شکل بھی لہر سے ملتی جلتی بنائی جاتی تھی۔

مولانا اپنے نظریہ کی تائید میں سورۂ "ن" کو پیش کرتے ہیں۔ حرف "نون" اب بھی اپنے قدیم معنی ہی میں بولا جاتا ہے۔ اس کے معنی مچھلی کے ہیں اور جو سورہ اس نام سے موسوم ہوئی ہے اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر صاحب الحوت (مچھلی والے) کے نام سے آیا ہے۔ مولانا اس نام کو پیش کر کے فرماتے ہیں کہ اس سے ذہن قدرتی طور پر اس طرف جاتا ہے کہ اس سورہ کا نام "نون" (ن) اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس میں صاحب الحوت (یونس علیہ السلام) کا واقعہ بیان ہوا ہے جن کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ پھر کیا عجب ہے کہ بعض دوسری سورتوں کے شروع میں جو حروف آئے ہیں وہ بھی اپنے قدیم معانی اور سورتوں کے مضامین کے درمیان کسی مناسبت ہی کی بنا پر آئے ہوں۔

قرآن مجید کی بعض اور سورتوں کے ناموں سے بھی مولانا کے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً حرف "ط" کے معنی، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، سانپ کے تھے اور اس کے لکھنے کی ہیئت بھی سانپ کی ہیئت سے ملتی جلتی ہوتی تھی۔ اب قرآن میں سورہ 'طٰہٰ' کو دیکھیے جو "ط" سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں ایک مختصر تمہید کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی لٹھیا کے سانپ بن جانے کا قصہ بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح طسم، طس وغیرہ بھی "ط" سے شروع ہوتی ہیں اور ان میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لٹھیا کے سانپ کی شکل اختیار کر لینے کا معجزہ مذکور ہے۔

"الف" کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں یہ گائے کے سر کی ہیئت پر لکھا بھی جاتا تھا اور گائے کے معنی بتاتا بھی تھا۔ اس کے دوسرے معنی اللہ واحد کے ہوتے تھے۔ اب قرآن مجید میں دیکھیے تو معلوم ہو گا کہ سورۂ بقرہ میں جس کا نام الف سے شروع ہوتا ہے، گائے کے ذبح کا قصہ بیان ہوا ہے۔ دوسری سورتیں جن کے نام الف سے شروع ہوئے ہیں توحید کے مضمون میں مشترک نظر آتی ہیں۔ یہ مضمون ان میں خاص اہتمام کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ان ناموں کا یہ پہلو بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ جن سورتوں کے نام ملتے جلتے سے ہیں ان کے مضامین بھی ملتے جلتے ہیں بلکہ بعض سورتوں میں تو اسلوب بیان تک ملتا جلتا ہے۔" (تدبر 1/83-85)

جناب حمید الدین فراہی علیہ رحمہ اور جناب امین احسن اصلاحی علیہ رحمہ، اپنے دور کے ممتاز اور جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ایک مخصوص مکتبہ فکر کے بانی تھے۔ جناب ابو الاعلیٰ مودودی علیہ رحمہ، اس فکر کا ایک بڑا نام ہے جن کے پیروکار ایک بڑی تعداد میں آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔

فراہی علیہ رحمہ کا "حروف مقطعات " کے حوالے سے یہ استدلال، تکنیکی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ میں اس بات سے بلکل متفق ہوں کہ عبرانی زبان میں، اور آج خود چینی زبان میں جو الفاظ تحریر کئے جاتے ہیں، وہ اپنی اشکال میں بھی ان معنی و مفہوم سے ملتے جلتے ہوتے ہیں جنہیں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عربی زبان میں الفاظ کی ایک بڑی تعداد عبرانی زبان سے آئی ہے خود سیدنا ابراہیم علیہ سلام، عبرانی زبان بولتے تھے۔ کنعان ومکہ اور اس کے ارد گرد جتنے بھی انبیاء علیہ سلام مبعوث ہوئے، وہ سب کے سب ذریت ابراہیمی سے ہی تھے چنانچہ ان تمام انبیاء کا عبرانی زبان بولنا، اس بات کی دلالت ہے کہ ان کی قوم بھی عبرانی زبان ہی جانتی تھی۔ کیونکہ اس بات کو قرآن کریم خود بیان فرماتا ہے کہ جس قوم میں بھی انبیاء علیہ سلام کی بعثت ہوتی تھی، وہ اس قوم ہی کے فرد ہوا کرتے تھے، ان ہی کی زبان بولا کرتے تھے۔ چنانچہ ان انبیاء علیہ سلام پر نازل ہونے والی کتب بھی عبرانی زبان میں ہی تھیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ سلام کے بعد، اس وادی غیر ذی زراع، مکۃ المکرمہ میں کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں فرمایا گیا۔ یہ دور ہزاروں سال پر محیط ہے۔ ان ہزاروں سالوں میں کنعان و فلسطین، مصر اور اس کے ارد گرد کے سارے عرب میں تواتر کے ساتھ، ذریت ابراہیمی میں سے انبیاء علیہ سلام کی بعثت جاری وساری رہی۔ تو پھر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اس سارے عرصہ میں حضرت اسماعیل علیہ سلام کی قوم کیا کر رہی تھی؟

جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ سلام کے بعد صرف ایک نبی آیا، جو رحمتہ للعالمین تھا، کافتہ الناس تھا، خاتم النبین تھا۔

تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اس سارے عرصہ میں یہ قوم، مشیت خداوندی کے مطابق، ایک ایسی زبان کی تشکیل میں مصروف تھی، جس کے ذریعہ اللہ کریم نے اپنا آخری پیغام تمام نوع انسانی کو پہنچانا تھا۔ ایک ایسی زبان کی تشکیل جس کی عالمگیریت اکمل ہو، جو دور نزول قرآن سے، تاقیامت ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ چنانچہ یہ امر بعید از قیاس ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس زبان کی تیاری کے دوران اس دور کے لوگوں کی عام بول چال میں استعمال ہونے والے عبرانی زبان کے الفاظ اس نئی زبان میں بھی موجود رہیں۔ اور ایسا ہے بھی۔

اب یہ استدلال کہ عبرانی زبان کے اسلوب کے مطابق، چونکہ "ن" کی شکل اور معنی و مفہوم " مچھلی "ہوتا تھا، چنانچہ اس ہی وجہ سے سورہ " القلم " کی ابتداء "ن" سے کی گئی، کیونکہ اس میں حضرت یونس علیہ سلام اور مچھلی کا ذکر ہے کتنا درست ہو سکتا ہے؟ اس کے لئے آپ پوری سورہ مبارکہ " القلم "کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ 52 آیات پر مشتمل اس سورہ مبارکہ کا سارا مضمون ان لوگوں کے اعمال وانجام

سے متعلق ہے جو نبی اکرم ﷺ کی دعوت حق کو جھٹلا رہے تھے، قدم قدم پر مسائل پیدا کر رہے تھے۔ حضور ﷺ اور ان کے رفقاء کو اذیتیں دیتے تھے۔ 52 آیات کی اس ساری سورہ مبارکہ کے آخر میں محض "3" آیات مبارکہ حضرت یونس علیہ سلام سے متعلق ہیں جس میں حضور ﷺ کو اس سہو سے بچنے کی تلقین کی جارہی ہے جو حضرت یونس علیہ سلام سے سرزد ہوا۔ مچھلی کے علاوہ اس سورہ مبارکہ میں، باغ، کھیتی، فصل، پھل وغیرہ کا ذکر بار بار کیا گیا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ان سب کو چھوڑ کر محض "مچھلی" کی وجہ سے آیت کی ابتداء "ن" سے کی جائے؟

یہ ہی صورتحال، دیگر سورہ مبارکہ کی ہے، خواہ سورہ بقرہ ہو، سورہ طہ ہو یا دیگر سورتیں۔ ان تمام سورتوں میں بھی گائے، سانپ وغیرہ کے علاوہ بے شمار اور جاندار اور اشیاء کے نام آئے ہیں، تو پھر صرف ان ہی جاندار یا اشیاء کے نام کی بنیاد پر "حروف مقطعات" کا تصور عقل عام کے خلاف ہے۔

اس ہی موضوع پر ہمارے دور کے ایک بڑے مفکر جناب علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ نے بھی اظہار خیال کیا ہے۔ علامہ پرویز علیہ رحمہ فرماتے ہیں۔

" اس سورہ اور بعض دیگر سورتوں کے آغاز میں اس قسم کے حروف آتے ہیں، جنہیں الفاظ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے تو ہر لفظ حروف کا مرکب ہوتا ہے اور عربی زبان میں تو ہر لفظ کا مادہ، حروف میں ہوتا ہے، لیکن حروف مل کر لفظ بنتے ہیں اور لفظ اپنے متعین معنی دیتا ہے لیکن یہ لفظ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، الفاظ نہیں بنتے، حروف ہی رہتے ہیں اور انہیں پڑھا بھی الگ الگ حروف ہی کی طرح جاتا ہے۔ مثلاً الف لام میم کو "الم" نہیں پڑھا جائے گا اسے الف، لام، میم الگ الگ پڑھا جائے گا۔ الگ الگ حروف ہونے کی جہت سے انہیں مقطعات کہتے ہیں، یعنی قطع کئے ہوئے حروف۔ ان حروف کے مفہوم کے سلسلے میں متقدمین سے لئے متاخرین تک اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ کثرت تعبیر سے یہ خواب ہی پریشاں ہو گیا ہے۔ ہم اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ ہم نے اپنی بصیرت کے مطابق جو کچھ سمجھا ہے اسے مختصر الفاظ میں بیان کر دینا، کافی سمجھتے ہیں۔

انگریزی زبان میں جنہیں مخففات " Abbreviation " کہا جاتا ہے وہ مختلف الفاظ سے لئے گئے حروف ہوتے ہیں جنہیں الگ الگ لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ جیسے "R S V P" یا "P.S" یا "eg" وغیرہ۔ عربوں کے یہاں بھی یہ رواج تھا۔ بلکہ عبرانی زبان میں بھی یہ چیز ملتی ہے۔ قرآن کریم چونکہ عربوں کی زبان میں نازل ہوا لہٰذا اس میں اسلوب بیان بھی وہ اختیار کیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ قرآن کا یہ

اسلوب بجائے خویش ایک معجزانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے اسلوب بیان کے تتبع میں قرآن کریم میں بعض حروف مقطعات آتے ہیں چونکہ ان کہ یہاں یہ اسلوب عام طور پر رائج تھا اس لئے قرآن کریم میں کہیں نہیں آیا کہ انہوں نے پوچھا ہو کہ ان حروف سے مقصود کیا ہے اگرچہ ان کی طرف سے پوچھے گئے کئی ایک سوالات کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے۔

جہاں تک میری بصیرت میری راہ نمائی کرتی ہے یہ باستثنائے چند، خدا کے اسم ذات اللہ، یا اس کی صفات کے الفاظ سے تراشیدہ حروف ہیں۔ مثلاً "الف لام میم" میں الف، اللہ کے لئے "لام" علیم کے لئے، اور "میم" حکیم کے لئے۔ ان میں یہ ضروری نہیں کہ یہ ان الفاظ کے پہلے حروف ہی ہوں۔ تعین مفہوم کے لئے ان الفاظ میں سے کوئی سا بھی حرف لیا جا سکتا ہے۔

مطالب الفرقان جلد اول صفحہ 71-70، از علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ

میں علامہ پرویز علیہ رحمہ کے اس اقتباس کے اکثر نکات سے متفق ہوں۔ میں بھی ان "حروف مقطعات" کو اس ہی انداز میں سمجھتا ہوں

البتہ میں علامہ محترم کے اس استدلال سے متفق نہیں کہ یہ حروف، اللہ کریم کے اسماء کا مخفف ہیں۔

اس ضمن میں خود علامہ محترم کی تحریر کا یہ جملہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" جہاں تک میری بصیرت میری راہنمائی کرتی ہے یہ باستثنائے چند، خدا کے اسم ذات اللہ، یا اس کی صفات کے الفاظ سے تراشیدہ حروف ہیں۔ مثلاً "الف لام میم" میں الف، اللہ کے لئے "لام" علیم کے لئے، اور "میم" حکیم کے لئے۔ ان میں یہ ضروری نہیں کہ یہ ان الفاظ کے پہلے حروف ہی ہوں۔ تعین مفہوم کے لئے ان الفاظ میں سے کوئی سا بھی حرف لیا جا سکتا ہے"

جب کچھ استثنیات کو آپ خود تسلیم کر لیں، تو پھر آپ کا استدلال تو مکمل طور پر مسترد ہو جاتا ہے۔ اگر یہ مخففات، اللہ کریم کے اسماء کے حروف ہوتے، تو پھر جہاں جہاں یہ "مقطعات" آئے ہیں، ان میں کوئی استثناء نہیں ہونی چاہیے۔ سب کے سب اس ہی پیمانے پر اترنے چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے وہ تمام اصول و قواعد، خود قرآن کریم نے بیان کر دیئے ہیں، جن کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم درست طور پر کتاب اللہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ ان میں ایک اصول تصریف آیات بھی ہے۔ میں نے جب اس اصول کے مطابق، ان تمام سورتوں کو ایک

جگہ جمع کیا، جن میں "حروف مقطعات" استعمال ہوئے ہیں، ان سورتوں پر غور و فکر کیا، ان کے مضمون، ان کے نزول اور دیگر حقائق پر تفکر کیا، تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی، کہ یہ سارے حروف مقطعات دراصل، نبی اکرم ﷺ کے القابات ہیں جن سے اللہ کریم نے اپنے نبی کو مخاطب کیا۔

قرآن کریم میں 29 ایسی سورہ مبارکہ ہیں، جن کی ابتداء ان "حروف مقطعات" سے ہوتی ہے۔ آیئے ہم باری باری ان آیات کو دیکھتے ہیں۔

1۔الم [:] ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ [٢:٢]

الف لام میم۔۔یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے اُن پرہیز گار لوگوں کے لیے [ابوالاعلی مودودی]

2۔ الم [:] اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ [:] نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ [٣:٣]

الف لام میم۔۔ اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، حقیقت میں اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔۔اُس نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے، جو حق لے کر آئی ہے اور اُن کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے [ابوالاعلی مودودی]

3۔ المص [:] كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ [٧:٢]

المص ۔۔(اے حبیبِ مکرّم!) یہ کتاب ہے (جو) آپ کی طرف اتاری گئی ہے سو آپ کے سینۂ (انور) میں اس (کی تبلیغ پر کفار کے انکار و تکذیب کے خیال) سے کوئی تنگی نہ ہو (یہ تو اتاری ہی اس لئے گئی ہے) کہ آپ اس کے ذریعے (منکرین کو) ڈر سنا سکیں اور یہ مومنین کے لئے نصیحت (ہے)۔ [طاہر القادری]

4۔الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ [:.] أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ [١٠:٢]

ال ر، یہ اُس کتاب کی آیات ہیں جو حکمت و دانش سے لبریز ہے۔۔ کیا لوگوں کے لیے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود اُنہی میں سے ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکادے اور جو مان لیں ان کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے اُن کے رب کے پاس سچی عزت و سر فرازی ہے؟ (کیا یہی وہ بات ہے جس پر) منکرین نے کہا کہ یہ شخص تو کھلا جادو گر ہے؟ [ابو الا علی مودودی]

5۔ الر ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ [:] أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ [۱۱:۲]

ال ر فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔۔ کہ تم بندگی نہ کرو مگر صرف اللہ کی میں اُس کی طرف سے تم کو خبر دار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی [ابو الا علی مودودی]

6۔ الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [:] نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ [۱۲:۳]

آلرا۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں۔۔ ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔۔ (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے [فتح محمد جالندہری]

7۔ المر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ [۱۳:۱]

المرا۔ (اے محمد) یہ کتاب (الہیٰ) کی آیتیں ہیں۔ اور جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

[فتح محمد جالندہری]

8۔ الر ۚ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ [۱٤:۱]

ال ر اے محمدؐ، یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے رب کی توفیق سے، اُس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے [ابو الا علی مودودی]

9۔ الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ [:] رُّبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ [:] ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ [۱۵:۳]

آلرا۔ یہ خدا کی کتاب اور قرآن روشن کی آیتیں ہیں۔۔ کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے۔۔(اے محمد)ان کو اُن کے حال پر رہنے دو کہ کھالیں اور فائدے اُٹھالیں اور (طول) امل ان کو دنیا میں مشغول کئے رہے عنقریب ان کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا

[فتح محمد جالندہری]

10- كهيعص [:] ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا [١٩:٢]

ک،ہ،ی،ع،ص۔۔ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی [ابوالاعلی مودودی]

11۔طه [:] مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ [٢٠:٢]

طٰہٰ۔۔ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ [ابوالاعلی مودودی]

12۔طسم [:] تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ [٢٦:٣]

ط س م۔۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔۔ اے محمدؐ، شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے [ابوالاعلی مودودی]

13۔ طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ [:] هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ [:] الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ [:] إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ [:] أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ [:] وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ [٢٧:٦]

ط س یہ آیات ہیں قرآن اور کتاب مبین کی۔۔ ہدایت اور بشارت اُن ایمان لانے والوں کے لیے۔۔ جو نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں، اور پھر وہ ایسے لوگ ہیں جو آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے لیے ہم نے اُن کے کرتوتوں کو خوشنما بنا دیا ہے، اس لیے وہ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے بُری سزا ہے اور آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارے میں رہنے والے ہیں۔۔ اور (اے محمدؐ) بلاشبہ تم یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہو [ابوالاعلی مودودی]

14۔ طسم [:] تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] نَتْلُو عَلَيْكَ مِن نَّبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ [٢٨:٣]

طسٓمٓ۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں۔۔(اے محمد ﷺ) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں کو سنانے کے لئے صحیح صحیح سناتے ہیں [فتح محمد جالندہری]

15۔ الم [:] أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ [٢٩:٢]

الف ل م۔۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟

[ابوالاعلی مودودی]

16۔ الم [:] غُلِبَتِ الرُّومُ [:] فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ [٣٠:٣]

ال م۔۔رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں۔۔اور اپنی اِس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے [ابوالاعلی مودودی]

17۔ الم [:] تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ [:] هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ [٣١:٣]

الم۔۔ یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں۔۔ ہدایت اور رحمت نیکوکار لوگوں کے لیے [ابوالاعلی مودودی]

18۔ الم [:] تَنزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ [:] أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ [٣٢:٣]

المٓ۔۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تاکہ یہ رستے پر چلیں [فتح محمد جالندہری]

19۔ يس [:] وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ [:] إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ [:] عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [٣٦:٤]

یٰس۔۔ قسم ہے قرآن حکیم کی۔۔ کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو۔۔ سیدھے راستے پر ہو [ابوالاعلی مودودی]

20۔ صٓ ۚ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ [:] بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ [:] كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوا وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ [:] وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ [٣٨:٤]

ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی۔۔ بلکہ یہی لوگ، جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے، سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں۔۔ اِن سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں (اور جب اُن کی شامت آئی ہے) تو وہ چیخ اٹھے ہیں، مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔۔ اِن لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود اِنہی میں سے آ گیا منکرین کہنے لگے کہ "یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے [ابوالاعلی مودودی]

21۔ حمٓ [:] تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ [:] غَافِرِ الذَّنبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ [٤٠:٣]

ح م۔۔ اِس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔۔ گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا اور بڑا صاحب فضل ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے [ابوالاعلی مودودی

22۔ حمٓ [:] تَنزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ [:] بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ [:] وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ [٤١:٥]

ح م۔۔ یہ خدائے رحمان و رحیم کی طرف سے نازل کردہ چیز ہے۔۔ ایک ایسی کتاب جس کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی زبان کا قرآن، اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔۔ بشارت دینے والا اور ڈرا دینے والا مگر اِن لوگوں میں سے اکثر نے اس سے روگردانی کی اور وہ سن کر نہیں دیتے۔۔ کہتے ہیں "جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں، اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے تو اپنا کام کر، ہم اپنا کام کیے جائیں گے" [ابوالاعلی مودودی]

23۔ حمٓ [:] عسٓقٓ [:] كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [٤٢:٣]

ح م۔۔ ع س ق۔۔ اِسی طرح اللہ غالب و حکیم تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے (رسولوں) کی طرف وحی کرتا رہا ہے [ابوالاعلی مودودی]

24۔ حمٓ [:] وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [٤٣:٣]

ح م۔۔ قسم ہے اِس واضح کتاب کی۔۔ کہ ہم نے اِسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم لوگ اِسے سمجھو [ابوالاعلی مودودی]

25- حم [:] وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ [:] إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ [٤٤:٣]

ح م۔۔ قسم ہے اِس کتاب مبین کی۔۔ کہ ہم نے اِسے ایک بڑی خیر وبرکت والی رات میں نازل کیا ہے، کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے [ابوالاعلیٰ مودودی]

26- حم [:] تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ [:] إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ [٤٥:٣]

ح م۔۔ اِس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست اور حکیم ہے۔۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لیے [ابوالاعلیٰ مودودی]

27- حم [:] تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ [:] مَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا مُعْرِضُونَ [:] قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [٤٦:٤]

ح م۔۔ اِس کتاب کا نزول اللہ زبردست اور دانا کی طرف سے ہے۔۔ ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں برحق، اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے مگر یہ کافر لوگ اُس حقیقت سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے ان کو خبردار کیا گیا ہے۔۔ اے نبیؐ، اِن سے کہو، "کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا بھی کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے، یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کیا حصہ ہے اِس سے پہلے آئی ہوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ (اِن عقائد کے ثبوت میں) تمہارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو" [ابوالاعلیٰ مودودی]

28- قۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ [:.] بَلْ عَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ [٥٠:٢]

ق، قسم ہے قرآن مجید کی۔۔ بلکہ اِن لوگوں کو تعجب اس بات پر ہوا کہ ایک خبردار کرنے والا خود اِنہی میں سے اِن کے پاس آ گیا پھر منکرین کہنے لگے "یہ تو عجیب بات ہے [ابوالاعلیٰ مودودی]

29- نۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ [:] مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ [٦٨:٢]

ن، قسم ہے قلم کی اور اُس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو [ابوالاعلیٰ مودودی]

مندرجہ بالا تمام آیات مبارکہ کو بغور پڑھیں، اس پر تفکر و تدبر کریں، ان میں موجود "حروف مقطعات" پر غور کریں، ان کے بعد جو کچھ بیان ہوا ہے اس پر غور کریں، تو یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آجاتی ہے کہ یہ سارے کے سارے "حروف مقطعات" کے بعد جو کچھ بھی بیان ہوا ہے اس کے براہ راست مخاطب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ ان تمام کے تمام "حروف مقطعات" کا مرجع نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی قدر ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی بہت زیادہ غور طلب ہے کہ نزول قرآن کا عمل، عرصہ 23 سال پر محیط ہے۔ قرآن کریم کے اولین مخاطب عرب کے وہ بدو تھے جو بہت سادہ لوگ تھے۔ علمی لحاظ سے ناخواندہ تھے۔ معدودے چند کے باقی سب لکھنے پڑھنے کی صلاحیت سے محروم تھے۔ کسی مدرسہ، اسکول، کالج کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس ہی کتاب اللہ میں کئی ایسے مقامات سامنے آتے ہیں جہاں قرآن کریم کے یہ اولین مخاطب بات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کے لئے سوالات کرتے نظر آتے ہیں۔ " یَسْأَلُونَكَ " کے الفاظ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔

ایسی صورتحال میں کیا یہ بات قابل توجہ نہیں کہ اگر یہ "حروف مقطعات" حقیقتاً اتنے ہی پر اسرار اور مافوق الفطرت و عقل ہوتے تو ان صحابہ کرام کو بھی اس کی جستجو ہوتی۔ یقیناً وہ لوگ بھی ان منفرد الفاظ کو سمجھنے کی خواہش کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا بلکل نہیں ہے، جو اس سچائی کا ثبوت ہے کہ دور نزول قرآن میں لوگ اس طرح کے مختصر الفاظ سے ایک دوسرے کو مخاطب کیا کرتے تھے۔ تقریباً ہر زبان میں ایسا ہوتا ہے۔ ہم لوگ بھی اپنی تحریر میں، رحمتہ اللہ علیہ کی جگہ "رح" استعمال کرتے ہیں۔ ﷺ کی جگہ "صلعم" استعمال کرتے ہیں علیہ سلام کی جگہ "ؑ" لکھ دیتے ہیں۔

بلکل اس ہی طرح انگریزی زبان میں بھی نظر آتا ہے "PTO"، "MSG" وغیرہ کا استعمال ہمارے روزمرہ کے معمولات کا حصہ ہے چنانچہ قرآن کریم کے "حروف مقطعات" دراصل نبی اکرم ﷺ کے القابات ہیں۔ اللہ کریم نے اپنے نبی کو ان الفاظ سے پکارا ہے۔

دور حاضر میں کچھ دانشوران نے قرآن کریم کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے بعد اس پر تحقیق کی۔ کچھ دوست اس نتیجہ پر پہنچے کہ قرآن کریم کی سورتوں میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کی ایک خاص ترکیب ہے۔ خاص تعداد ہے۔ اس طرح اپنے فارمولے کی بناء پر یہ لوگ یہ

سمجھتے ہیں کہ جن سورہ مبارکہ میں یہ "حروف مقطعات" بیان ہوئے ہیں، ان سورہ کے مضمون میں ان چند الفاظ کی کمی سے وہ خاص ترکیب اور تعداد متاثر ہو رہی تھی، چنانچہ اس کمی کو ان "حروف مقطعات" کی صورت میں پورا کیا گیا ہے۔

تحفظ قرآن کے ضمن میں اللہ رب کریم نے کون کون سی حکمت عملی اپنائی ہے، شعور کی موجودہ سطح پر ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حفظ القرآن، تحفظ قرآن کا ایک موثر طریقہ ہے جو ہمارے مشاہدے میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کون کون سی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے ہم فی الحال اس سے واقف نہیں۔ ممکن ہے کہ ان دوستوں کی یہ تحقیق درست ہو، تب بھی اس حقیقت پر کوئی فرق نہیں آتا کہ بہر حال اللہ کریم نے اپنے نبی محترم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو، ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ چنانچہ "حروف مقطعات" کی کوئی پراسرار حیثیت ہرگز نہیں ہے۔ یہ دور نزول قرآن میں مروج اسلوب کے عین مطابق عمل تھا، جسے سمجھنے کے لئے اس وقت کے کسی ایک شخص کو بھی دشواری کا سامنا نہ تھا۔

اللہ کریم سے دست بہ دعا ہوں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي [:] وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي [:] وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي [:] يَفْقَهُوا قَوْلِي [٢٠:٢٨]

موسیٰؑ نے عرض کیا" پروردگار، میرا سینہ کھول دے۔۔ اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے۔۔ اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے۔۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں [ابوالاعلی مودودی]


(إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون)